OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

مغرب میں بڑھتے ہوئے اسلامو فوبیا کی وجوہات اور تدارک عصر حاضر کے تناظر میں

The Causes and Remedies of Growing Islamophobia in the West in Contemporary Perspectives

Muhammad Zawar
Ph.D. Scholar, imperial College of business Studies, Lahore.

Dr. Khawar Anjum
Chief Executive, Nobel Herbel Products, Private Limited.

Dr. Muhammad Zia Ullah
Assistant Professor, NCBA&E, Lahore.
Email: zianoorani@gmail.com

Received on: 08-01-2024 Accepted on: 15-02-2024

Abstract

Islamophobia is a complex issue rooted in historical tensions and contemporary misunderstandings. Emerging from early Islamic encounters with Zionist forces, its modern manifestation gained prominence after 9/11. In Western societies, Muslims often face unjustified resentment and hostility, fueled by media misrepresentations, demographic shifts, and deep-seated prejudices. The rise of Islamophobia reflects a clash of ideologies, including Europe's struggle with diversity and migration. Overcoming this psychological ailment demands concerted efforts to foster understanding, challenge stereotypes, and promote inclusivity. By confronting the underlying causes and biases, societies can aspire towards harmony and mutual respect, transcending the divisive grip of Islamophobia.

Keywords: Islamophobia, Psychological disease, Zionist forces, 9/11, Media portrayal of Islam, Historical prejudice.

اسلامو فوبیا کا تعارف:

لفظ ''فوبیا'' لغت میں بے جاڈر، خوف اور نفرت کو کہتے ہیں۔

یہ لفظ اسلامو فوبیا ایک ایسی اصطلاح ہے جو دو الفاظ سے مل کر بنی ہے یعنی 'اسلام اور فوبیا'۔ ان دو الفاظ کے درمیان انگریزی زبان سے مستعار لفظ 'O' کا اضافہ کیا گیا ہے تاکہ ان دو الفاظ کے درمیان نسبت کا مفہوم ادا ہو سکے، لہذا اس صورت میں لفظ 'اسلامو فوبیا' تشکیل پاتا ہے۔ جس کا مطلب بنتا ہے اسلام سے بے جاڈر بے خوفی اور نفرت اور مسلمانوں کے متعلق منفی سوچ و ذہنیت رکھنا۔

نیز انگریزی زبان میں اسلامو فوبیا کا مفہوم ادا کرنے کے لئے لفظ 'xenophobia' اور Anti-Semitism

بھی استعمال ہوتے ہیں۔

'Xenophobia' کا مطلب ہے دوسرے ملک کے لوگوں سے نفرت اور خوف جبکہ 'Anti-Semitism' کا مطلب ہے یہودیوں کے خلاف نفرت اور خوف۔

Runnymede Trust کی تیار کردہ رپورٹ میں اسلاموفوبیا کی تعریف کچھ ان الفاظ میں درج ہے۔

" Islamophobia is an irrational fear and aversion towards Muslims, leading to discrimination and exclusionary practices in society..[1]"

نیز امریکہ کے ایک مصنف 'Stephen Schwartz' نے اسلاموفوبیا کی تعریف جس طرح کے الفاظ میں بیان کی ہے وہ حقیقت کے زیادہ قریب معلوم ہوتی ہے۔

چنانچہ Stephen لکھتا ہے کہ

"Islamophobia entails unjustly labeling all of Islam and its history as extremist, ignoring the presence of a moderate Muslim majority. It wrongly views Islam as a global issue, unfairly blaming Muslims for conflicts. Islamophobes demand changes to the religion and incite violence against Islam as a whole. This perspective overlooks the rich diversity within Islam, promotes unfair stereotypes, and exacerbates tensions. It obstructs efforts for dialogue, understanding, and cooperation, perpetuating division and discrimination. Overcoming Islamophobia requires acknowledging the complexities of the religion and fostering empathy, respect, and inclusivity. .[2]"

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اسلاموفوبیا کی اصطلاح یورپی دنیا میں پائی جانے والی نفرت، بے زاری اور امتیاز کو پوری گہرائی اور وسعت کے ساتھ ادا کرنے سے قاصر ہے۔اس لیے اس سے بہتر تعبیر 'Anti-Islamic racism' ہے۔ کیونکہ اس میں مذہب اسلام سے بے زاری، نفرت اور امتیاز کا شدید عنصر پایا جاتا ہے۔

اسلاموفوبیا کا آغاز و ارتقاء

ویسے تو اسلاموفوبیا ایک نئی اصطلاح ہے لیکن اس کی جڑیں کافی قدیم ہیں ایک ریسرچ کے مطابق سب سے پہلے اسلاموفوبیا کی اصطلاح یا طرز کو ایک فرانسیسی مستشرق Ettime Diet نے 1921ء نے استعمال کی ہے۔بعدازاں سن عیسوی ۱۹۹۱ء میں ایک امریکی میگزین Insight Magazine میں یہ جدید اصطلاح استعمال ہوئی۔یہ اصطلاح مشہور و معروف تب ہوئی جب برطانیہ کے مشہور و معروف ادارہ Runnymede Trust نے سن عیسوی ۱۹۹۷ میں اسلاموفوبیا کے موضوع پر پر ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی جس کا عنوان

Islamophobia : A challenge for us 9\11پر مشتمل تھا۔

بعض اشخاص کے مطابق اسلاموفوبیا مغربی ممالک میں ازل سے رہا ہے لیکن پچھلی دو دہائیوں سے اس رجحان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اس رائے کی تائید میں Humphries Patct. اور Naik : لکھتے ہیں کہ

" Islamophobia, a longstanding issue in the West, has intensified in the past two decades, becoming more pronounced, explicit, and extreme in societal attitudes and actions.[3]"

نیز ڈاکٹر عبدالجلیل ساجد صاحب کے مطابق اسلاموفوبیا روزِ اول سے ہے لیکن اس کی اشکال و طرق میں فرق رہا ہے۔

چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ :

“Islamophobia has evolved over time, displaying diverse manifestations influenced by historical contexts. Each iteration carries unique traits while also drawing from or adapting elements from previous forms. According to an observatory report by the Organization of the Islamic Conference, Islamophobia's roots extend as far back as the inception of Islam itself, indicating its enduring presence and the need for continued efforts to address and combat it.”[4]

یعنی اسلاموفوبیا پوری تاریخ میں بہت ہی تناؤ میں موجود رہا ہے ہر ورزن کی اپنی خصوصیات کے ساتھ ساتھ دوسروں سے مماثلت یا موافقت بھی ہے۔اسلامی کانفرنس کی تنظیم کی طرف سے اسلاموفوبیا پر ایک آبزرویٹری رپورٹ اس طرح بتاتی ہے کہ اسلاموفوبیا تب تک موجود رہے گا جب تک کہ خود اسلام موجود ہے۔

1997ء میں جب سب سے پہلے اسلاموفوبیا کی اصطلاح ایک برطانوی رپورٹ میں شائع ہوئی جس کا عنوان تھا:

" Islamophobia :A challenge for us all."

اس رپورٹ میں اسلاموفوبیا اور اسلام کے نظریات کو درج ذیل طرز پر پیش کیا گیا۔

(1) اسلام ایک سنگی مذہب ہے جس میں نئے خیالات اور نظریات کو قبول کرنے کی اجازت نہیں۔

(2) اسلام علیحدگی پسند رجحان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔نہ دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے اور نہ اس کی قدریں مشترک ہیں۔

(3) اسلام کو تشدد، دہشت گرد، دہشت گردی کے حامی مذہب کے طور پر سامنے لایا گیا جو تہذیبوں کے تصادم میں الجھا ہوا ہے۔

(4) فلسفہ اسلام کو مغربی سماجی اقدار سے کم تر دیکھا گیا جس میں بربریت ہے غیر معقولیت ہے۔تہذیب کے دور سے پہلے کا انداز ہے جنسیت کا غلبہ ہے۔

(5) اسلام کو ایسے سیاسی نظریے کے طور پر پیش کیا گیا جسے کشور کشائی کے مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔

(6) اسلام کے مغرب پر جو اعتراضات تھے انہیں یکسر مسترد کر دیا گیا۔

(7) اسلام بیزاری کو مسلمانوں کے خلاف دوہرا معیار برتنے اور انہیں اصل معاشرے سے بالکل علیحدہ رکھنے کے جواز کے طور پر پیش کیا گیا۔

(8) اسلام دشمنی کو فطری اور صحیح موقف کے طور پر تسلیم کیا گیا۔"[5]

یہود و نصاریٰ یعنی مغربی تہذیب مسلم اسلام دشمن ہے:

قرآن پاک نے کفار کو دو قسموں میں بانٹا ہے ایک وہ جو انبیائے کرام کے لائے ہوئے دین کو سرے سے ہی نہیں مانتے، اور دوسرے وہ جو توحید، رسالت اور آخرت کو کسی نہ کسی صورت میں تو مانتے ہیں لیکن آخری نبی محمد ﷺ کو رب کی طرف سے مبعوث کردہ رسول نہیں مانتے ان کو قرآن اہلِ کتاب کہتا ہے جو یہود و نصاریٰ ہیں۔

قرآن پاک میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اور بدخواں ہیں۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن میں حکم فرماتا ہے کہ یہودیوں سے دوستی نہیں کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡيَهُوۡدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوۡلِيَآءَ"[6]

ترجمہ: "اے ایمان والو۔ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ"

ایک اور مقام پر رب تعالیٰ نے مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود و نصاریٰ کو قرار دیا ہے۔

چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوا الۡيَهُوۡدَ وَالَّذِيۡنَ اَشۡرَكُوۡا "7

ترجمہ: "ایمان والوں کے ساتھ دشمنی میں سب سے بڑھ کر تم یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے۔"

جب کہ زمانہ گواہ ہے کہ آج یہود و عیسائی اور ہندو مشرک سب مسلمانوں کے خلاف اکٹھے ہو کر گٹھ جوڑ کر چکے ہیں اور مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں مصروف ہیں۔

رب تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

"لَا يَاۡلُوۡنَكُمۡ خَبَالًا"8

ترجمہ: "وہ تمھیں نقصان پہنچانے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔"

اور فرمایا کہ

"قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ 9"

ترجمہ: "ان کی دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہے"

اللہ تعالیٰ مزید فرماتے ہے کہ یہود و نصاریٰ چاہتے ہیں کہ تم بے دین ہو جاؤ۔

چنانچہ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ

"وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ 10"

ترجمہ: "یہود و نصاریٰ اس وقت تک تم سے راضی نہ ہونگے جب تک کہ تم ان کا مذہب اختیار نہ کرلو"۔

اسلاموفوبیا 9/11 کے بعد:

مسلمانوں اور مذہب اسلام کے خلاف مغرب کا مخالفانہ رویہ 20 ویں صدی کے خاتمے اور نائن الیون ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد سے اپنی انتہا پر پہنچ گیا، اسلام کی تعلیمات اور اقدار کو مغرب نے اپنے پیش کردہ نظریے 'لبرل جمہوریت' سے متصادم قرار دیتے ہوئے کہا کہ 'اسلام اور مسلم دنیا مغربی فکر و اقدار اور تہذیب کے مدِ مقابل نہیں ہے۔'

اس نظریہ کے مطابق امریکہ و کینیڈا اپنی تہذیبی بالادستی قائم رکھنے کے لیے اسلام کو غلط القاب سے نوازنے اور مسلمانوں کی دشمنی میں نئے نئے حربے استعمال کر رہے ہیں۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو جب کچھ جنگجو عناصر نے امریکہ کے ''ورلڈ ٹریڈ سینٹر'' پر حملہ کیا اس کے بعد مغرب اور مغرب کے زیرِ اثر قوتوں کے ہاں اسلامی تعلیمات، تہذیب و ثقافت اور اسلامی تاریخ کو اپنا ہدف بنانے میں کسی بھی قسم کے اصولوں و ضوابط کا خیال نہ رکھا گیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک مسلمانوں کے تہذیبی اور ثقافتی اداروں کے ساتھ ساتھ اسکولوں، مسجدوں اور اسلامی مراکز پر بھی حملے کیے جا رہے ہیں جو اسلاموفوبیا کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

یعنی امریکہ و کینیڈا میں یہ چیز بارہا کہی جا رہی ہے کہ اسلام ''انتہا پسندی'' کا ذریعہ ہے۔ یہ امریکہ میں مارچ ۲۰۰۲ء 25% لوگوں کی رائے تھی ۔ جبکہ ۲۰۱۴ء میں یہ ۵۰ فیصد تک پہنچ گئی۔ [11]

کیرن آرم سٹرانگ لکھتی ہے کہ

"9/11 کی پانچویں برسی کے موقع پر بابائے اعظم بینیڈکٹ (ب: ۱۹۲۷ء) نے جرمنی میں جو متنازع بیان دیا اس نے اسلاموفوبیا کی لہر میں مزید اضافہ کر دیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلاموفوبیا کی تحریک کو پروان چڑھایا جا رہا

ہے اور مغرب ایک نئی صلیبی جنگ کی طرف بڑھ رہا ہے۔"[12]

امریکہ و کینیڈا میں اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی بے حرمتی کی جاتی ہے اور مذاق اُڑایا جاتا ہے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسلمان اپنے رسول ﷺ اور انکی تعلیمات سے بے حد عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔اس لیے امریکہ اور کینیڈا میں ہر آئے دن اللہ کے رسول ﷺ پر گھٹیا نوعیت کے حملے ہوتے رہتے ہیں۔اس معاملے میں وہاں کا ہر گروہ پیش پیش ہے چاہے وہ حکمران اور پالیسی سازوں کا گروہ ہو یا دانشوروں، مصنفوں، فن کاروں اور ادیبوں کا گروہ ہو غرضیکہ ان میں ہر گروہ یا طبقے کے سر گرم لوگ اسلام اور پیغمبرِ اسلام جیسی مقدس ہستی پر حملہ کرنے کی کوششوں میں دن رات سر گرم ہیں۔

مشہور مستشرق پروفیسر منٹگری واٹ (م:اکتوبر ۲۰۰۶ء) نے حضور ﷺ کی ذات بابرکت پر کیچڑ اُچھالنے کے حوالے سے مغرب کے تاریخی کردار کے بارے میں لکھا ہے کہ

"تاریخ میں کسی بھی بڑی شخصیت کو اس قدر ہتک آمیز طور پر مغرب نے پیش نہیں کیا ہوگا جس قدر محمد ﷺ کو پیش کیا گیا ہے"۔[13]

اس طرح جب مسلمان ملکوں میں کوئی شخص یا عورت اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی شبیہ کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا یا کرتی ہے تو مغربی امریکن اور کینیڈین میڈیا اسے مسلم دنیا کے لیے "رول ماڈل" کی حیثیت سے پیش کرتا ہے، جس کی بدترین مثال بھارتی نژاد سلمان رشدی، بنگلہ دیشی تسلیمہ نسرین اور پاکستان کی ملالہ یوسف زئی اور صومالیہ کی ایان حرثی علی کی ہے۔

اس رویے پر کیرن آرم سٹرانگ نے لکھا ہے کہ

"مغربی سکالرز نے اسلام کو واضح گستاخانہ اور ہتک آمیز مذہب قرار دیا۔اور پیغمبرِ اسلام پر جھوٹ کہنے اور تلوار پر مبنی پُر تشدد مذہب کی بنیاد ڈالنے کا الزام دہرایا۔"[14]

امریکن و کینیڈین اور تصورِ اسلام:

فلسطینی ایڈورڈ سعید عیسائی تھا اُنہوں نے فلسطینیوں کی آواز کو ہر جگہ بلند کیا وہ ہمیشہ فلسطینیوں کے حق میں لکھتے تھے۔وہ کام کے اعتبار سے ایک یونیورسٹی کے پروفیسر تھے انہوں نے امریکہ میں قیام کرکے امریکہ اور کینیڈا کے طرزِ فکر کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا۔اُنہوں نے Orientalism کے نام سے ایک کتاب لکھی، جس کے اندر وہ لکھتے ہیں کہ دوسری چیزوں کے علاوہ مغرب اسلام کو مشرق کا مذہب کہتے ہیں۔

ایڈورڈ سعید مشرق اور مشرقی لوگوں کے متعلق یورپی بالخصوص امریکی رویہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ

"The West historically perceived the East as inferior, believing in its

own superiority and often positioning itself as a model for others to emulate."[15].

ایڈورڈ نے اپنی کتاب میں مزید لکھتا ہے کہ
مغربی میڈیا یعنی امریکی میڈیا نے مشرق کے متعلق جس عمومی تاثر کو ہوا دی وہی ہوا آخر میں مغربی معاشرے کا اسلام کے بارے میں تصور بن گیا۔ مشرق بالخصوص امریکن اور کینیڈین دنیا نے اسلام کے متعلق جو تصویر بنالی ہے ایڈورڈ سعید اس کے تین پہلو کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

1۔ مغربی معاشرے کا اسلام کے متعلق تصور انتہائی سیاسی بنیادوں پر رائج ہے۔ یہ ان تاریخی عرب دشمن اور اسلام دشمن اساس پر رائج ہے جو ایک عرصے سے مغربی معاشرے میں موجود ہے۔

2۔ دوسرا یہ کہ عرب ممالک اور اسرائیل کے مابین جو مستقل جدوجہد چل رہی ہے اور اس کے اثرات یہودی طرزِ زندگی پر بھی پڑ چکے ہیں۔

3۔ تیسرا پہلو یہ ہے کہ مغربی ممالک کے پاس ایسی پائیدار ثقافتی اساس ہی نہیں ہے جس سے وہ جذبات سے عاری ہو کر مشرق اور اسلام کی پہچان کر سکیں یا اس پر بحث کر سکیں۔[16]

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے کہ امریکہ کے سابق صدر بش نے عراق کی جنگ کو صلیبی جنگ قرار دیا تھا۔ پھر یہ بات بالکل صاف ہے کہ ایک طرح سے امریکہ اور اس کا میڈیا اپنی ریاستوں کا ترجمان بن بیٹھا ہے وہ ریاستی پالیسیوں کو اظہارِ رائے کی آزادی کے نام پر آگے لے کر آرہے ہیں جس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مغربی کینیڈین اور امریکہ کی ریاستی مشینری کو ان کے میڈیا کی پرزور حمایت حاصل ہے۔

مغربی میڈیا نے اسلام کے بارے میں غلط فہمی اور گمراہ کن تاثر کو روا رکھنے کے لیے ایک اہم کردار نبھایا ہے۔ امریکی الیکٹرانک میڈیا نے بنیاد پرستی اور دہشت گردی جیسی دو اصطلاحات اسلام سے جوڑے رکھنے کی مستقل کوشش کی ہیں۔

چنانچہ ایڈورڈ لکھتا ہے کہ

"The pervasive Islamophobia in Western media led to immediate suspicion of Muslims following the April 1995 Oklahoma City bombing. Despite the actual perpetrators being domestic extremists, the reflexive assumption of Muslim involvement illustrates the entrenched bias against Islam. This knee-jerk reaction underscores the damaging impact of media sensationalism and perpetuates harmful stereotypes, fueling further division and discrimination against Muslim communities in the West..[17]"

یورپ میں اسلاموفوبیا

یورپ میں نشاۃ الثانیہ کا آغاز ہی ایک خاص مذہب اور اس کے علمبرداروں کی مخالفت سے ہوا۔ یہ مخالفت روز ایام کے ساتھ بڑھتی رہی جس کے نتیجے میں تمام ہی مذاہب کو دقیانوسیت سے تعبیر کیا گیا مذہب اور مذہبی وابستگی معیوب سمجھی جانے لگی، اور مذہب کو انفرادی زندگی کے چند رسوم ورواج تک محدود کر دیا گیا۔ اہلِ یورپ نے ان خیالات کو جلد ہی قبول کر لیا اور مذہب کو رد کرتے ہوئے مطلق عقل و سائنس کا دامن تھام لیا اور اسے ہی انسانی ترقی کا راز سمجھا۔ اُنہوں نے جب ایسا اور خصوصاً وسط ایشیا کے مذہبی سماج کو دیکھا تھا تو اسے کمتر اور غیر مہذب سمجھا۔ ان خیالات کی جھلک ان کی تحریروں جس کا جائزہ ایڈورڈ سعید نے

Orientalism میں لیا ہے، میں ملتی ہیں جس میں وہ یورپ کو عقل، روشن خیال، علم و تہذیب کے منبع اور محافظ کے طور پر سامنے لا رہیں ہیں، وہیں اسلام کو ایک پوشیدہ قدیم وروایتی مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں اور بعد کی تحریروں میں جسے

Dag Tuasted نے Neo-Orientalism سے تعبیر کیا ہے۔ اسلام کو دہشت گردی، تشدد اور تعصب سے جوڑتے ہیں۔[18]

ان تحریروں کے فروغ میں میڈیا کا خصوصی رول رہا ہے۔ ایڈورڈ سعید نے ان رائٹنگ کا تذکرہ اپنی کتاب Covering Islam میں کیا ہے جو 1981ء میں Iranian Hastage crisis کے بعد منظرِ عام پر آئی۔ اس زمانے میں مغربی میڈیا و مصنفین اسلام کو ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہے تھے ان میں سرِ فہرست برنارڈ لیوس اور سیموئیل پی ہنٹنگٹن کا نام ہے۔ نتیجتاً بیسویں صدی کے اختتام اور اکیسویں صدی کے شروع میں ہم اسلاموفوبیک تحریروں کو کثرت سے پاتے ہیں۔ ''اسلاموفوبیا'' کی اصطلاح Runnymede Trust کی 1997ء کی رپورٹ کے بعد مشہور و مستعمل ہوئی۔ خاص بات جو بیان عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ ان تحریروں نے مسلمانوں کے ایک خاص طبقے کو بھی متاثر کیا ہے۔ اس طبقے نے مستشرقین کی زبان اور اسلاموفوبیک رویے اور انداز کو شعوری یا غیر شعوری طور پر قبول بھی کر لیا۔ اس طرح مستشرقین کا اسلام کے تئیں نفرت وخوف مسلمانوں کے اس طبقے تک منتقل ہو گیا۔ جس کا مشاہدہ ہم ان کی تحریروں اور روزمرہ کی زندگیوں میں کر سکتے ہیں سمجھنے کے لیے میں یہاں دونوں کی مثالیں پیش کرتی ہوں۔

رائٹنگ میں بھی مجھے دو قسم کی مثالیں ملی ہیں، جہاں ایک طرف مصنفین اسلام کو ایک قدیم مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں جو موجودہ زمانے میں کوئی رول ادا نہیں کر سکتا، نیز وہیں دوسری طرف تو مستشرقین کی تحریروں سے متاثر مسلم مصنفین ہیں جو اپنی تحریروں میں اسلام بالخصوص مسلم سماج کو ایک خطرے کے طور پر پیش کر رہے ہیں ان کی تحریروں میں عام مسلمانوں کے بارے میں خوف و نفرت بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ایک مصنف تو نو مستشرقین کی تحریروں کی خصوصیت ہی یہ بتاتا ہے کہ اس کے لکھنے والے زیادہ تر مسلم ہی ہیں، وہ اکثر مسلم سماج میں رہ کر ہی مسلمانوں کے بارے میں لکھتے ہیں۔ اس میں اہم نام عزز نفیسی، فواد عجمی، سلمان رشدی، عیان حرسی علی، ابنِ وراق اور اشاد مانجی ہیں۔[19]

اُنہوں نے اسلاموفوبیک Stereotype کہ مسلمان دہشت گرد ہوتے ہیں، عورتوں پر ظلم کرتے ہیں وغیرہ کو اپنی تحریروں میں پرویا اور

کہیں نہ کہیں ان Stereotype کو legitimize کیا ہے۔ اگرچہ ان کی تحریریں غیر معتدل اور عام قسم کی تھی، لیکن چونکہ یہ خود مسلم تھے لہٰذا ان کی تحریروں کو زیادہ اعتبار حاصل رہا۔[20]

حامد دباسی اپنی کتاب Brown skin and white Mask میں انہیں Native informer کہتے ہیں۔

اس طبقے نے اپنی عملی زندگی میں مستشرقین کے ڈسکورس کو اپناتے ہوئے مذہب اور مذہبی تقاضوں کو حقیر اور دقیانوسی سمجھا۔ مذہب سے برائے نام وابستگی میں ہی عافیت جانی اور اسے قابل فخر سمجھا، نصیر الدین شاہ بڑے فخریہ انداز میں کہتا ہے کہ اپنے بچوں کو اس نے مذہب سے دور رکھا۔[21]

ان کا ایسا نام بھی منتخب کیا جس میں مذہبی رنگ نہ ہو، نیز یہ طبقہ تو مستشرقین کی پیدا کردہ تصویر کہ اسلام تشدد کا حامی ہے اور مسجد میں دہشت گردی کی تعلیم دی جاتی ہے وغیرہ سے متاثر ہوا، جس کہ نتیجے میں پیدا ہونے والے خوف و بے چینی کو مختلف واقعات سے سمجھا جا سکتا ہے۔

نازیہ ارم ایک واقعہ کا تذکرہ کرتی ہے کہ ایک Elite مسلم کے بیٹے نے مسجد جانا شروع کیا تو انہیں بے حد خوف آیا کہ کہیں ان کا بیٹا بھی Radicalized نہ ہو جائے۔[22]

خلاصہ یہ کہ ایک زمانے میں یورپ نے اپنے علاوہ باقی دنیا کے لوگوں کو ایک خاص نقطہ نظر سے دیکھا اور اسی حساب سے برتاؤ بھی کیا۔ دنیا دیکھنے کے اس چشمے کو مسلم Elites نے بھی قبول کر لیا، اور نتیجتاً اسلاموفوبیا میں اضافہ دیکھنے کو ملا۔

یورپ میں اسلاموفوبیک سیاسی ڈسکورس:

مسلمان یورپ میں دوسری سب سے بڑی آبادی ہیں، یورپ میں مسلم آبادی زیادہ تر ترکی، مغربی افریکہ، مشرقِ وسطیٰ، پاکستان، بنگلہ دیش اور سابق یوگوسلاویہ کے مہاجرین پر مشتمل ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں آپسی خانہ جنگی کی وجہ سے ایک بہت بڑی آبادی اپنے وطن کو چھوڑ کر یورپی ممالک میں پناہ تلاش کر رہی ہے۔ ایسی صورتحال میں مسلم مہاجرین کا مسئلہ یورپ کی سیاست کا اہم مسئلہ قرار پاتا ہے۔

فرانس میں اسلاموفوبیا:

فرانس اکثر مغربی ممالک کی طرح دستوری طور پر ایک سیکولر ملک ہے لیکن فرانس کے سیکولرازم کو lactic سے تعبیر کیا جاتا رہا 1905ء کی قانون سازی سے فرانس میں چرچ اور ایسٹ کو علیحدہ کر دیا گیا لیکن اکثر دنیا کی طرح جہاں سیکولرازم کی تعبیر مذہب کی آزادی کے طور پر کی جاتی ہے، وہیں فرانس میں بھی سیکولرازم کی تعبیر مذہب سے آزادی کے طور پر کی جانے لگی ہے۔

برطانیہ میں اسلاموفوبیا:

برطانیہ میں 2016ء میں بریگزٹ ڈسکورس کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ برطانیہ کے اندر اسلاموفوبیا، علاقائی قوم پرستی اور اور ثقافتی نسل پرستی کی بنیاد پر موجود ہے۔ برطانیہ میں بریگزٹ مہم کے دوران Vote leave کی ساری مہم مہاجر مخالفانہ ڈسکورس پر مبنی تھی لوگوں کو اس خیال سے ڈرایا جاتا رہا کہ اگر ترکی یورپی یونین (EU) کا حصہ بن جاتا ہے تو برطانیہ ترکوں سے بھر جائے گا کیونکہ EU آزادنہ آمد و رفت

کی اجازت دیتا ہے۔

خلاصہ کلام

اسلامہ فوبیا در اصل ایک نفسیاتی مرض ہے ابتدائے اسلام سے ہی صہیونی قوتیں اس مرض میں مبتلا رہیں ہیں۔ابتداء
ءمیں مستعمل ہوئی اور نائن الیون کے حادثے کے بعد اسلاموفوبیا کی یہ اصطلاح زور پکڑ 1921 اسلاموفوبیا کی یہ ٹرم
گئی۔اور مغربی ممالک میں امتِ مسلمہ کو غم وغصہ اور شدید نفرت وعداوت کی نظر سے دیکھا جانے لگا ہے۔

حوالہ جات

References

[1] Ellis Cashmoxe, Encyclopedia of Race and Ethnic P-215
[2] Stephen Schwartz, The two face of Islam,P-121
[3] Michael Lavalette, Race, racism and social work P.197-198
[4] Abdul jalili,Islamophobia: A new word for a old far
[5] Runnymede Trust, Islamophobia –Challenge for us all
[6] Surah Al-maid: 51
[7] Surah Al-maid: 82
[8] Surah Al-Imran: 118
[9] Surah Al-Imran: 118
[10] Surah Al-Baqarah: 120
[11] The Washington post.3 December 2015 Newspaper
[12] Newspaper The Washington post 8 sep: 2006 Karen Armstrong
[13] Montgomery watt,Muhammad at mecca page,52.Lodon. 1953
[14] Karen Armstrong,Muhammad. A Biography of the prophet, New York 1992
[15] Edward Saeed, Covering Islam.P:53 USA:Vintage 1997
[16] Edward Saeed: Covering Islam P.83
[17] Edward Saeed :"Orientalism chapt:14
[18] Dag Tuastad,Neo-Orientalism and the New Borbarism Thesis :pp : 591-599(2003)
[19] Hamid Dabbashi ,White Mask Brown skin page -17 (2011)
[20] Mahmut Mutman: From Orientalism to Islamophobia P : 258
[21] Interview https\\: youtu.be |dp390BRPSEY6
[22] Nazia Iram : Morning a Muslim.2017